نظیر اکبرآبادی کی نظم نگاری

اُردو کے قدیم شاعروں میں نظیر اکبرآبادی کو جو انفرادیت ملی ہے وہ انفرادی مقام کسی دوسرے شاعر کو حاصل نہیں ہوا۔ نظیر اُردو کے پہلے شاعر ہیں جنہوں نے اپنے عہد کی تمام شاعرانہ روش سے ہٹ کر اپنا جدا گانہ راستہ منتخب کیا اور اس میں بے طرح کامیاب و کامران بھی رہے۔ انھوں نے اپنی شاعری میں عوامی رنگ و سماج کے دبے کچلے طبقے کے لوگوں کی زندگی کے مسائل کو تلاش کر کے اپنی شاعری میں پیش کیا۔ انھوں نے اپنے کلام میں سماجی، اخلاقی، اصلاحی اور تہذیبی مضامین و موضوعات کا احاطہ کیا۔ انھوں نے اپنی شاعری کا خاص موضوع عوام اور عوامی زندگی کو بنایا۔ اُن کی شاعری میں ہندی اور ہندوستانی عناصر کی جھلکیاں حد درجہ نمایاں ہیں۔ نظیر کی شاعری میں ہندوستانیت کے اِسی گہرے رچاؤ نے اُنھیں مقبولیت کا تاج پہنایا۔

بعض ناقدین کا خیال ہے کہ نظیر جدید نظم کے بنیاد گزار ہیں۔ نظم نگاری میں نظیر نے ممتاز مقام حاصل کیا۔ یہ بھی ایک اٹل سچائی ہے کہ نظیر کے یہاں غزلیں بھی موجود ہیں لیکن یہ غزلیں بھی موضوعاتی ہیں۔ غزل کے تمام اشعار میں نظیر نے ایک ہی مضمون کو بیان کیا ہے۔ اُن کی غزلوں میں بھی نظم کا مزا ملتا ہے۔

حالی اور آزاد نے جس نظم جدید کی تحریک چلائی اُس کی بنیاد نظیر نے بہت پہلے ہی رکھ دی تھی۔ اُردو ادب کے اولین نقادوں نے نظیر کی شاعری کو اہمیت نہیں دی۔ حتیٰ کہ شیفتہ جیسے صاحبِ نظر ادیب و شاعر نظیر کے عوامی لب و لہجے پر سوقیانہ پن یعنی بازاری پن کا الزام لگا کر اُنھیں دُنیائے شاعری سے شہر بدر کر دیا اور محمد حسین آزاد نے اُن کا کہیں ذکر بھی نہیں کیا۔ لیکن یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ آج کے ناقدین اُنھیں نظم نگاری کا امام تصور کرتے ہیں۔

نظیر کے دور میں غزل گوئی کا رجحان غالب تھا۔ شاعری عشق و محبت، وفا و جفا، عشوہ غمزہ، ناز و ادا، رخسار و قد، گُل و بُلبُل، نالہ و فریاد اور شباب و کباب جیسے موضوعات کے گرد گردش کر رہی تھی۔ نظیر ہی پہلے وہ شاعر ہیں جنہوں نے اِس طرزِ شاعری سے ہٹ کر اپنی جداگانہ راہ ڈھونڈ نکالی اور نظم نگاری کی طرف اپنے قلم کو موڑا۔ اور اپنی شاعری کا موضوع عوامی زندگی کے مسائل اور ہندوستانی رسم و رواج اور اُن کے جلو میں فروغ پانے والے بے جا تصورات کو موضوع بنایا۔ انھوں نے اپنی شاعری کے ذریعے ہندوستانی سماج کو سدھارنے اور اُن کی اصلاح کی کوشش کی۔

نظیر کی پیدائش دہلی میں ہوئی۔ ان کے والد کا نام فاروق تھا۔ نظیر کی پرورش اور پرداخت بڑے لاڈ پیار سے ہوئی۔ جب نظیر نے آنکھ کھولی تو دہلی طرح طرح کے مصائب و آلام کا شکار تھی۔ یہ دور بہت ہی مشکل کن اور کٹھن دور تھا۔ اس وقت دہلی ایک پرآشوب دور سے گزر رہی تھی۔ یہ دور دہلی کا مشکلات سے بھرا دور تھا۔ نادر شاہ اور احمد شاہ ابدالی کے پے در پے حملوں کی وجہ سے دہلی بالکل تباہ و برباد ہو چکی تھی۔ دہلی کے رہنے والے باشندے دوسرے محفوظ علاقوں میں اپنی جان کی حفاظت کے لیئے ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے تھے۔ نظیر اکبر آبادی کی والدہ بھی اس وقت سے تنگ آ کر آگرہ کوچ کر گئیں اور یہاں سے نظیر نے اپنی ابتدائی تعلیم حاصل کرنی شروع کی۔ آگرہ میں نظیر نے اپنا بچپن، لڑکپن اور جوانی بڑے ہی ناز و نعم سے بسر کیا۔ وہ دنیا کی ہر فکر سے آزاد و بے نیاز اپنے زمانے کے جملہ تفریحات میں دل کھول کر حصّہ لیتے رہے یہی وجہ ہے کہ اُن کی شاعری میں بچپن کے کھیل تماشوں کا ذکر ملتا ہے۔ پتنگ بازی، کبوتر بازی، بٹیر بازی، کبڈی، شطرنج اور تہواروں سے ان کی شاعری بھری پڑی ہے

نظیر کے سوانح نگار لکھتے ہیں کہ وہ بچپن ہی سے حد درجہ ذہین تھے۔ اردو اور فارسی میں انہیں دسترس حاصل

تھی۔ ساتھ ہی ساتھ انھوں نے عربی، پوربی، ہندی، پنجابی اور
مارواڑی جیسی زبانوں میں بھی ادبیانہ مہارت حاصل کر لی تھی۔ نظیر ایک
بہترین خوش نویس تھے۔ درس و تدریس کے میدان کے بھی شہ سوار تھے۔ نظیر کا
مسلک تصوف تھا۔ وہ صوفی منش آدمی تھے۔ وہ صوفیہ کے نظریہ وحدت الوجود
کے قائل تھے۔ نبی کریم، صحابہ کرام، اہل بیت، انبیاء، اولیاء کرام اور بزرگان
دین سے محبت و عقیدت رکھتے تھے۔ انھوں نے اپنی شاعری کو نعتیہ کلام سے
بھی آراستہ کیا۔ اُن کی نعتوں میں ایک خوشگوار کشش اور احترام و ادب
ملتا ہے۔

نظیر بڑے خوش اخلاق اور اچھی عادات و اطوار کے حامل شخص تھے
ان کے مزاج میں تکلّف نہ تھا۔ وہ خوددار، دور اندیش جیسی صفات سے متصف
تھے۔ زندگی بھر کسی کے دست نگر نہ رہے۔ محنت و مشقت کے عادی تھے۔ نظیر
اُردو زبان کے وہ عظیم شاعر ہیں۔ جن کا نام اُردو شاعری کی تاریخ میں جلی
حرفوں سے لکھا جا رہا ہے۔ نظیر فطری شاعر تھے یہی وجہ ہے کہ اُن کی شاعری میں
فطری عناصر کی جلوہ ریزیاں ہیں۔ روز مرہ مناظر قدرت، عوامی زندگی، سماج کے
دبے کچلے لوگوں کے مسائل اور اُن کا حل۔ ہندوستانی موسم اور تہوار اور
ہندوستانی معاشرے کے رسم و رواج کی گہری چھاپ اُن کی شاعری میں رچی
بسی ہے۔ یہاں کے میلوں، ٹھیلوں اور تہواروں کو اپنے مخصوص لب و لہجہ اور
طرز نگارش میں نظیر نے جس خوش اسلوبی اور رنگا رنگی سے پیش کیا ہے
وہ اُنھیں کا حصہ ہے۔

دیوالی، عید، ہولی، شب برات، بسنت، تیراکی، راکھی

سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا عُرس وغیرہ تقریبات کا بیان بڑے پُرلطف اور دلچسپ انداز میں کیا ہے۔ برسات کا تذکرہ، جاڑے کی بہاریں اور دوسرے موسموں کا ذکر بھی نظیر نے دل کو موہ لینے والے پیرائے میں کیا ہے۔ اُن کے یہاں تصویریت کے حُسن اور منظر کشی کے جمال کا رچاؤ بڑی گہرائی سے ملتا ہے۔ انھوں نے اپنی شاعری میں یا اپنی نظموں میں مناظر قدرت کی حُسن کاری کو بڑی خوبی سے ابھارا ہے اور پیکریت کا جو اندازِ بیان اپنایا ہے وہ قابلِ دید ہے۔ شاعری سے انھوں نے مصوری کا جو کام لیا ہے۔ عہد جدید کے شعراء اُنکے پاسنگ برابر بھی نہیں ہو سکتے۔ یہی سبب ہے کہ اُنکی شاعری جدید شاعری کی خوبیوں سے ہم رشتہ ہو گی۔ نظیر کی شاعری کا محور زندگی اور زندگی کے حادثات و واقعات ہیں۔

"برسات کی بہار" نظم میں انہوں نے اپنی قوتِ متخیلہ کو بروئے کار لاتے ہوئے برسات میں ہونے والے ہر عمل اور منظر کی بھرپور عکاسی کی ہے۔

نظیر کی کئی نظموں میں ظرافت اور طنز و نشتریت کے کاٹ بار بار ملتے ہیں۔ کلیاتِ نظیر میں غزلیں بھی ہیں۔ انھوں نے بہت ساری نظمیں بھی لکھی ہیں۔ بعض نظمیں بہت طویل ہیں۔ جن کے مطالعے سے مثنوی کا گمان ہوتا ہے۔ "حضرت علی کی کرامات"، "خیبر کی لڑائی"۔ لیلیٰ مجنوں، ماختہ وغیرہ نظمیں مثنوی کی خصوصیت سے ہم آہنگ طویل نظمیں ہیں۔ نظیر نے اپنی نظموں کے حوالے سے اخلاقی موضوعات کا احاطہ بھی کیا۔ مذہب، دنیا، مکافاتِ عمل، خوابِ غفلت وغیرہ نظمیں اخلاقیات پر عمدہ اور نفیس نظمیں ہیں۔ "بنجارہ نامہ" نظیر کی مشہور ترین نظم ہے۔ اس میں انھوں نے بنجارہ کو تمثیل بنا کر دنیا کی بے ثباتی و ناپائیداری

کو نہایت سادگی، سلاست و روانی سے پیش کیا۔ نظیر نے اپنی اس نظم میں دنیا کی بے ثباتی کے بیان کا جو طرز اپنایا ہے وہ بڑا ہی عمدہ ہے۔ "روٹیاں" نظیر کی ایک بے مثال نظم ہے جس میں انھوں نے روٹی ملنے پر یعنی رزق کی فراوانی ہونے سے انسان کی عادات و اطوار میں جو فرق پیدا ہوتا ہے اسکا ذکر کرتے ہوئے طنز و تشتریت کے ہلکے ہلکے وار کیے ہیں۔

مختصر یہ کہ نظیر نے موضوعاتی نظموں میں موضوع کا انتخاب کرتے اس پر سیر حاصل روشنی ڈالی ہے اور انھوں نے اپنی شاعری کے ذریعے عوامی زندگی کے تقریباً ہر پہلو کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔ نظیر نے یوں تو بے شمار نظمیں لکھی ہیں لیکن ان کی مشہور نظمیں آدمی نامہ، مفلسی، بنجارہ نامہ روٹیاں، ہولی، عید، سامان دیوالی کا، راکھی، برسات کی بہاریں وغیرہ ہیں۔

مجموعی اعتبار سے سادہ گوئی، سلاست و روانی، برجستگی و شگفتگی۔ شوخی و ظرافت اور طنز و تشتریت نے آپ کے کلام کو مقبول عام بنا دیا اور نظیر کو عوامی مقبولیت کا پسندیدہ شاعر بنا دیا۔